Registered

L. No. 87

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۸) مطبوعہ ۱۴ - جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

وزیر ہند نے لندن میں صاف فرمادیا ہے کہ تقسیم بنگالہ کی سرکاری تجویز منظور کی گئی ہے شرقی و شمالی بنگالہ میں آسام کو ملا دینگے نئے صوبہ کی لفٹنٹ گورنری ہوگی - آبادی ۳ کروڑ اس نئے صوبہ کا صدر مقام ڈھاکہ ہوگا - **امیر کابل** نے پشاور کے قافلہ باشی کو ۳ لاکھ روپیہ بھیجا افغانی تاجروں کو بطور تقاوی دینگے - خبر ہے کہ امیر صاحب ممالک غیر میں اپنے ایجنٹ قائم کرینگے - ۴۴ اسامیاں قرار دی گئیں - **کلکتہ** میں حضور پرنس آف ویلز کے لئے ایک خالص دیسی دعوت کی تیاریاں ہو رہی ہیں - **منگل** گذشتہ کو روسی ایڈمرل کروگر نے تار خبر دی کہ پراؤٹ جہاز کے ملاحوں نے سرکشی کی ہے یہ بار برداری کا جہاز خلیج تندرو میں ہے باغیوں نے دو افسروں کو مار ڈالا باقی قید کر لئے پھر خبر آئی کہ وہی پراؤٹ نام سیواسٹوپول میں پہنچا - ملاح اپنی کرتوت پر نادم ہیں - **منچوریا** میں جمعہ ہفتہ اور اتوار گذشتہ کو بھاری لڑائیاں ہوئیں - طرفین نے بھاری نقصان اٹھایا ہے - **روٹر** کا نامہ نگار مقیم ٹوکیو بذریعہ تار خبر دیتا ہے کہ جاپان کے شہنشاہ نے صلح کی کمیشن میں شامل ہونے کے لئے ریسان کو الوداعی دعوت دی - **پنجاب** یونیورسٹی کے جدید قواعد کے بموجب پرائیویٹ طلبا کس آرٹس اگزامینیشن میں شامل نہیں ہوسکینگے - ہاں مندرجہ ذیل حالتوں میں سنڈیکیٹ کی خاص اجازت لینی ہوگی (الف) مستورات کے لئے (ب) بالفعل استادوں کے لئے (ج) قانون پیشہ اصحاب کے لئے (د) کالجوں کے ایسے طلباء کے لئے جنہوں نے مجوزہ کورس امتحان مذکور کے لئے پورا کیا ہو - بشرطیکہ اس امتحان میں داخل ہونے کے لئے کالج چھوڑنے کی تاریخ سے تین سال کے اندر اندر درخواست کی جائے - علاوہ ان چہار قسموں کے طلبا کے اور کسی کو بھی پرائیویٹ طور پر کسی امتحان میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی جاویگی بجز امتحان انٹرنس کے جس کو اب میٹریکیولیشن اگزامینیشن کہا جائیگا - **تحصیل کیتھل** میں ایک عجیب بیماری ظاہر ہوئی ہے کہ پہلے ہتھیلی میں کھجلاہٹ ہوتی ہے اور پھر مریض ہنستے ہنستے مرجاتا ہے - لاہور کے سول سٹیشن میں دودھ بیچنے کے لئے بھی لائسنس جاری ہونے والا ہے - کسی دن روٹی کھانے والوں پر بھی ٹیکس لگ جائیگا - یہ ہماری کمیٹیوں کی مہربانیاں ہیں - **طلائی مسجد** لاہور کے بڑے مینار جو زلزلہ کے صدمہ سے گر گئے تھے انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور نے ان کی مرمت نہایت عمدگی سے کرادی ہے - **عنقریب** گورنمنٹ ایک سب کمیٹی مقرر کرنے والی ہے جو لاہور کے سب کالجوں کا معائنہ کرکے ان کی موجودہ حالت پر رپورٹ کریگی - **پنجاب** یونیورسٹی میں ابھی امیدوار امتحان انٹرنس دے سکیں گے جو ۱۶ برس سے کم عمر ہوں - **مدراس** کے جج مسٹر سکاٹ نے ایک حجام کی مونچھ اڑالی تھی اور حجام نے اس پر ہرجانہ کی نالش ٹھونکدی تھی - اس کا فیصلہ ہوگیا ہے - کلکٹر صاحب بہادر پر ایک سو روپیہ جرمانہ کرکے اس کا سر مونڈ دیا ہے - یہ روپیہ اس حجام کو بطور ہرجانہ دلایا جائیگا - **گورنمنٹ بمبئی** نے ضلع احمد نگر کے امریکن مشن کو ہاتھ سے بننے کی حرفت کو ترقی دینے کے لئے ۲۵ سو روپیہ کی رقم دی ہے وہاں اس حرفت کو بہت تنزل ہو چلا ہے - **صوبجات متحدہ** میں مدرسین کی پنشن کا قاعدہ پھر جاری ہوگیا ہے - **سیلون** میں کیڑوں کے بکثرت مرنے کی وجہ سے ریشم کی پیداوار قابل اطمینان حالت میں نہیں ہے - کیڑوں کی قیمت دس گنی ہوگئی جس کے سبب سے بہت سے کارخانے بند ہوگئے - **نمائش** سینٹ لوئس میں ہندوستانی چاء نمبر اول رہی - **بمبئی** میں برقی روشنی کی کلیں پہنچ گئیں آیندہ اگست میں تمام قلعہ میں برقی روشنی کا انتظام ہو جائیگا - **کئی** مہینے گذر گئے - جرمنی بہر اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح جنوب مغربی افریقہ میں آتش فساد فرو ہو جاوے مگر ابتک اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی - **جرمنی** کی سرکاری مراسلات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوب مغربی افریقہ میں سخت جنگ ہوئی جو ۹ گھنٹے تک جاری رہی - جرمن غالب رہے جرمنوں کو اس سے بھی انکار ہے کہ وہ جباروں پر فتح کا قبضہ ہوگیا ہے - **امریکہ** میں ایک قسم کے زہریلے پودے دریافت ہوئے ہیں جنکا مقابلہ کوئی زہر نہیں کر سکتا - **خان** بہادر خان عبد الغفور خان صاحب عارضی ڈسٹرکٹ جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعایتی اور اس کے سلسلہ میں تعطیل ماہ ستمبر کا اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی - **کپتان** بی - او رو صاحب عارضی اڈیشنل ڈویژنل ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ مشار الیہ کی جگہ کام کرینگے - خان بہادر خان عبد الغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان رو صاحب بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل ڈسٹرکٹ جج جہلم میں مامور ہونگے - **ڈبلیو** - اے - بی روسگنول صاحب جو آجکل جہلم میں بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل جج کام کرتے ہیں ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی میں ایس - ایل - ٹی کالفرڈ صاحب ڈویژنل جج کی جگہ جو ۱۰ ماہ اکتوبر کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کر دیئے جائینگے - **ایچ** - ڈی - اے - ویکفیلڈ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء تک رخصت کے واپس آکر ہشیارپور میں تعینات کئے گئے

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم نہایت ہی افسوس سے خبر دیتے ہیں کہ مس ایم آر کے صاحبہ پرنسپل گرلز سکول۔ لاہور گذشتہ جمعرات کے روز بتاریخ ۶ جولائی اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔ چہارم صدی سے زیادہ انہوں نے سکول مذکورہ میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ اگرچہ کچھ مدت سے انکی تندرستی میں فرق آگیا تھا مگر تاہم بڑے استقلال سے آخری دم تک اپنا کام کرتی رہیں یقین ہے کہ اگلے ہفتہ ہم انکی مخصوص زندگی کے چند حالات ہدیہ ناظرین کرینگے۔

مسیحیت کیا ہی۔ مسیحی مذہب دراصل ایک فلاسفی نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی بنیاد انسان کے تصورات اور خیالات پر قائم ہے اور نہ ہی یہہ اخلاقی سبقوں کا ایک سلسلہ وار سسٹم ہے۔ مگر مسیحی مذہب کی خود بینی ہی ایک علیحدہ فلاسفی ہے یعنی خدا اور انسان اور دنیا کی تشریح اور علم ہے اسکی اپنی اخلاقی تعلیم بھی علیحدہ ہے اور نہایت پاکیزہ اور خالص اور خاص صورت کی ہے مسیحی مذہب کی اصلیت انکی تعلیمات میں نہیں ہے بلکہ اس بات میں جو انسان کی زندگی پیدا کرتی ہی اور نہ ہی اس میں اس امر کا زیادہ بیان ہوتا ہے کہ وہ بھلائی جسکی انسان کو ضرورت ہے کیا ہے اور نہ ہی وہ طاقت کہ کسطرح دنیا میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔ وہ بنیادی تصورات جنکے پیرو اور عامل ہر ایک قوم اور مذہب کے استاد ان تھے وہ ایک دوسرے سے بہت کشیدہ نہیں ہیں۔ مگر وہ طاقت محرکہ جس سے وہ تصورات محسوس ہوتے ہیں اور جن کے ذریعہ سے ان کے مطابق زندگی بسر ہوتی ہے اور انسان کی معنا نہ زندگی کمال کو پہنچتی ہے دیگر اقوام اور مذہب میں پائی نہیں جاتی وہ فالج کا مرض ہے جو کل دیگر مذاہب پر سیاہ پردہ کیطرح پڑا ہوا ہے اور وہ غیرہ انکی جو انکے مذاہب کے رگ و ریشہ میں طاری ہے اور وہ نا واجب رنج و رسوم جو انسانی زندگی کے نا واجب آئیڈیلس کے ساتھ سوسائٹی میں تصور ہیں یہہ کل امور اس اخلاقی ڈائنامک کی قلت کی مثالیں ہیں جو انسان کو ان کے اپنے اپنے استادوں کے اعلیٰ ترین آئیڈیلس تک پہنچا دیتی ہے۔ یہہ وہ طاقت ہے جو ان بڑے میدانوں پر غالب ہو سکتی ہے جو ہر ایک سوسائٹی کے اندر جڑ پکڑے ہوئے ہے اور نہ صرف یہی بلکہ فرداً فرداً ہر ایک شخص میں قائم ہے۔

مسیحی مذہب سب سے اعلیٰ درجہ کا اول اخلاقی ڈائنامک ہی یہہ ایک ایسی طاقت ہے جس سے انسان اپنے آئیڈیلس کو محسوس کرتا ہے۔ اس میں انسان کے لئے نہ صرف اعلیٰ درجہ کے احکام ہیں بلکہ وہ طاقت بھی ہمیں بخشی ہے جس سے وہ انکی اطاعت کر سکتا ہے اس کا مطلب وہ نجات ہے جو خدا نے انسان کے لئے تیار کی ہے نجات سے مراد ادنیٰ درجہ کے مقاصد و آئیڈیلس نامناسب عادتوں اور میلانوں سے بچکر زیادہ تر اعلیٰ اور افضل مدارج تک ترقی کرنا ہے۔ اس سے مراد گناہ کی حدود اور تاثیر سے آزاد ہوکر انسان کا اعلیٰ درجہ کی حالت پر پہنچنا اور اپنے فرائض کی مخصوصیت جو وہ خدا اور انسان کی طرف رکھتا ہے۔ مسیحی مذہب ان اشخاص کو دعوت دیتا ہے جو بری عادتوں اور خواہشوں کے غلام ہیں اور انکی زنجیروں کو توڑ کر انکو رہا کر دیتا ہے۔ مسیحی مذہب ان اشخاص کو مفید ہے جو گناہ کی دلدل میں پھنسے اور ناپاکی اور گندگی سے ملوث ہیں۔ وہ انکو اس دلدل میں سے نکالکر بالکل پاک اور خالص بنا دیتا ہے۔ جو اشخاص گناہ اور اس کے جرم کے بوجھ سے لدے اور دبے ہوئے ہیں یہہ مذہب انکو آرام اور معافی اور سلامتی کی حالت میں بحال کرتا ہے۔

مگر نجات کی یہہ طاقت تعلیمات کے مجموعہ میں شامل نہیں ہے مسیحی مذہب کی یہہ طاقت اسکی فلاسفی یا اخلاقی مسائل میں پائی نہیں جاتی مگر اُس اعلیٰ ہستی میں ہے جو مسیح کی تھی۔ یہی ہستی مسیحیت کا جوہر ہے مسیح انکو محض نجات کی تعلیم ہی دیتا ہے بلکہ وہ خود نجات دہندہ ہے وہ انسان کو زندگی کی حقیقی راہ کی تعلیم ہی دینے کو نہیں آیا بلکہ مدد کرنے کو بھی تاکہ وہ اس میں چل سکے۔ اس نے انسانوں کے ساتھ انکی ہدایت کے لئے سچے اصولوں کا ایک مجموعہ رکھدیا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اُس نے اپنی زندگی سے اس کا نمونہ بھی دیدیا ہے۔ اور لوگوں کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ خود نمونہ بن سکیں۔ وہ اس دنیا میں ہوکر انسان کو طبعی اور اخلاقی زندگی بخشا کرتا تھا جسطرح بیمار لوگ اُسکو چھوکر صحت یاب اور مضبوط ہو جاتے تھے اسی طرح گناہگار اور خود غرض اور نالائق اشخاص جو اس کے سایہ تلے آتے ہیں اس سے زندگی اور طاقت پاتے ہیں۔ وہ اپنی نالائقی سے واقف ہو جاتے ہیں اور اس کی طاقت سے مؤثر ہوتے رہتے ہیں۔

یہہ عمل نہ صرف انہیں کو محسوس ہوتا رہا جو اسکو اس دنیا میں دیکھتے اور محسوس کرتے تھے بلکہ انکو بھی جو اب کلام اور روح القدس کی تاثیر سے اسکو مس کرتے اور اسکی طاقت سے مؤثر ہوتے ہیں۔ وہی اعلیٰ ہستی جس نے ابتدا میں رسولوں اور اپنے شاگردوں کو منور اور خوشحال کیا ہے۔ پولس نے مسیح کو اسکی نجات دہندہ قیامت سے پہلے شاید نہیں دیکھا مگر اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ وہ مسیح سے ایسا متاثر اور اسمیں ایسا مگن تھا کہ وہ خود کہتا ہی کہ مسیح میرے لئے زندگی اور موت میرے لئے نفع ہے۔ اسیطرح دوسرے بے شمار ایسے آدمی پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اندر مسیح کے رعب اور اثر کو معلوم کر لیا اور بالکل نئے طرز سے زندگی بسر کرنے لگے کہ دنیا دیکھکر حیران ہو گئی اور ایسے بھی بہت سے ہیں جنہوں نے اپنا آپ مسیح کے قربان کر دیا ہے۔ وہ گویا صورت میں بدل کر مسیح کی شکل میں ہو گئے ہیں اور ہو جائینگے تاکہ اس آرام اور خوشی کی حالت میں پہنچ جاویں جسمیں مسیح پہنچ گیا ہے۔

مگر یسوع مسیح کی بابت دنیا میں بہت سے مختلف خیالات پائے جاتے ہیں ایک عام سوال یہہ ہے کہ مسیح کو خدا کے ساتھ کیا علاقہ ہے؟ وہ کس قدر دیگر آدمیوں کی مثل ہے اور کس قدر وہ انسے فرق رکھتا ہے؟ اُس کا طریقہ ہستی کیا ہے؟ علاوہ اس کے اور بہت سوالات ہیں جو خیالات کی مسیحی سکیم میں پائے جاتے ہیں اور بیشمار مباحثے ہوتے رہے اور ہوتے رہینگے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں جو یہہ کہہ سکتا ہو کہ میں نے ان سب کا حل کر دیا ہے۔ اگرچہ اعلیٰ درجہ کے محققین کی ہمیشہ سے یہہ خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے کہ ان سوالات کے جواب تحقیقات کرکے دیں تو بھی جو بات عملی طور پر انسان کے جاننے اور ماننے کیلئے ضروری ہے یہہ ہے کہ وہ خود مسیح یسوع کو اپنا شخصی رفیق جانیں اور اپنی ہی زندگی میں اس طاقت کو در آنے دیں جو اس سے صادر ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ مسیح کی ذات کی بابت لوگوں کے خیالات متفرق ہوں مگر مسیحی مذہب کی بنیادی اور قائم حقیقت خود مسیح کی وہ طاقت ہے جس سے وہ لوگوں کو انکے گناہوں سے بچاتا اور انہیں نئی انسانیت پیدا کرتا ہے اور انکو اس نمونہ کے مطابق صورت دیتا ہے جسکو اس نے خود اپنی ہی زندگی سے ظاہر اور منکشف کر دیا ہے۔

شاہ حزقیاہ کا ٹنل - یہہ فلسطین میں وہ ٹنل ہے جس کو حزقیاہ بادشاہ نے جو قبل از مسیح ...، برس یہودیہ میں حکمرانی کرتا تھا سلوام کے حوض میں پانی لانے کے لئے بنایا تھا۔ اس کا ذکر ۲ سلاطین ۲۰: ۲۰ میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کی تائید یسوع سیراخ نے کی ہے جسکا بیان ہے کہ حزقیاہ نے شہر میں پانی لاکر شہر کو محصور کیا۔ اور اُس نے "تانبے اور رانگے کی کدالوں سے چٹانوں میں شگاف کئے"۔ یہہ ٹنل فی زمانہ موجود ہے اور اسکو شیلوخ ٹنل کہتے ہیں ۱۸۸۰ء میں چند لڑکوں نے جو سلوخ ٹنل میں نہا رہے تھے۔ ایک کتبہ دیکھا جو قدیم عبرانی حروف میں لکھا ہوا تھا جو موابی پتھر پر کے کتبے کے حروف سے کسی قدر پرانے ہیں۔ اور جب اسکی اور زیادہ تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ یہہ کتبہ عین اُس وقت کا ہے جب کہ یہہ ٹنل تیار ہوا تھا۔ اگرچہ بعض جگہ سے یہہ کتبہ خراب ہوگیا تھا اور اُس کے حروف اُڑ گئے تھے مگر پھر بھی علما نے اس کو پڑھ ہی لیا۔ اس کا مضمون یہہ ہے "یہہ شگاف ختم ہوگیا ہے۔ اور شگاف کرنے کا طریقہ یہہ تھا کہ۔ جب ایک طرف کی کھدائی ... مقابل میں دوسری کے۔ اور جب کہ صرف تین ایل (ells) کھودنے باقی رہ گئے تھے تب ایک شخص دوسرے کی آواز وار پار سن سکتا تھا کیونکہ اس چٹان کے جنوب کیطرف ایک بلندی تھی۔... اور اس کھدائی کے آخری دن سنگ تراش ایک دوسرے سے ملاقی ہوگئے اور ایک کی کھدائی دوسرے کی کھدائی سے۔ تب اس نالی سے جو ۱۲۰۰ ایلیس (ells) طول میں تھی پانی تالاب میں آگیا۔ اور اس چٹان کی بلندی سنگتراشوں کے سر سے یکصد ایلیس تھی"؛

اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ ٹنل بالمقابل سمتوں سے کھودا گیا تھا۔ چنانچہ اس امر کی تائید یوں ہوتی ہے کہ شمالی اور جنوبی ہردو سمتوں سے سنگتراشوں کی چھینیوں کے نشان ابتک موجود ہیں۔ تحقیق سے یہہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ سمتوں میں بعض بعض دفعہ غلطی بھی ہوگئی تھی اور ایک سمت کو چھوڑ کر دوسری سمت کو یہہ ٹنل کھودا گیا ہے۔ اس کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سبب سے زیادہ تر آسانی اور جلدی سے کامیاب ہوگئے ایک دوسرے کی آوازیں وار پار سنی جاتی تھیں۔ اور اگرچہ یہہ کہا جاتا ہے کہ کمپاس مشرقی ممالک میں قدیم زمانہ ہی سے موجود تھے۔ مگر غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حزقیاہ بادشاہ کے انجنیروں کے پاس یہہ کمپاس نہ تھا۔ اور جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ٹنل نے سیدھے راستہ سے بہت پیچ کھایا۔ ٹنل کا موجودہ طول ۵۸۰ گز ہے کتبہ کا مجموعی اندازہ ۱۲۰۰ ایلیس کا ہے مگر ابتدائی اور انتہائی نقاط کے درمیان صرف ۳۶۲ گز کا فاصلہ ہے۔ وہ مقام جہاں سنگتراش ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے وسط سے بہت دور نہیں ہے۔ ٹنل کا عرض ۲ سے ۲ فیٹ تک ہے۔ بلندی اسکی جنوبی مدخل پر ۱۶ فیٹ ہے اور شمالی مدخل پر ۵ فیٹ ہے۔ اس تمام کام سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں اسرائیلیوں کے درمیان انجنیرینگ سائینس موجود تھا اگرچہ موجودہ زمانے سے ادنیٰ درجہ کا تھا مگر وہی بمنزلہ علم ابتدائی صورت میں تھا؛

ویسرائے اور گورنر کا مقابلہ۔ ویسرائے صاحب لارڈ کرزن کی پالیسی اور ملک کے ساتھ سلوک اور ہندوستانیوں کی بابت اُن کے خیالات سے بھلا کون واقف نہیں ہے؟ یہی ویسرائے ہیں جنکے برخلاف آجکل نہ صرف ہندوستان ہی میں اظہار افسوس اور شکایتوں کے جلسے ہوتے ہیں بلکہ انگلستان میں بھی۔ یہہ سب سے پہلا موقع ہے کہ عام جلسوں کے درمیان ایک وائسرائے کی کارروائی پر سخت ترین نکتہ چینیاں ہورہی ہیں۔ مگر دوسری طرف ان کے ایک ماتحت گورنر صاحب کی کارروائی اور انصاف پسندی قابل تعریف ہے۔ پانیونیر کا ایک نامہ نگار آپ کی نسبت یوں رقمطراز ہے کہ لارڈ امتھل صاحب گورنر مدراس کے صاحبزادے نے چلتے چلتے گھونگے کو مارنے کے لئے ایک لکڑی اس جنگل میں سے توڑلی جسمیں قانون کے رو سے لکڑی کا توڑنا منع تھا محافظ جنگل بھی صاحب زادہ موصوف سے بخوبی واقف تھا مگر اُس نے اپنے فرض کو بخوبی ادا کر نیکی نیت سے اُن کو کہا کہ اگر آپ پھر ایسی غلطی کرینگے تو میں آپکو پولیس کے حوالہ کردونگا۔ گورنر صاحب کے صاحبزادہ کو محافظ کی کارروائی نہایت ناگوار گذری اور بذریعہ پرائیویٹ سکرٹری اس شخص کو اس جگہ سے تبدیل کروا دیا۔ جب ہزاکسلنسی کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے صاحبزادہ خود سے محافظ مذکور کو اس لئے انعام دلوایا کہ اُس نے اپنے فرائیض بخوبی طور پر انجام دیئے؛

ہم گورنر صاحب موصوف کی اس امر میں بڑی تعریف کرتے ہیں اور ان کی انصاف پسندی کی داد دیتے ہیں۔ اگر لارڈ کرزن صاحب بہادر بھی ان کی تقلید کرتے تو شاید یہہ نوبت جواب ہے ہرگز نہ پہنچتی؛

مناکحت کا بھید - ویسٹمنسٹر میگزین کے ایک پرچہ میں یہہ ایک دلچسپ کہانی موجود ہے کہ جب ہمارا خداوند اس دنیا میں تھا تو ایک دن وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک بڑے وسیع میدان سے گذر رہا تھا کہ وہ راستہ بھول گئے۔ گرمی کا موسم تھا اور کوئی آدمی وہاں نظر نہ آتا تھا کہ وہ اس سے راستہ دریافت کر لیتے۔ اس اثنا میں پطرس نے ایک شخص کو ایک درخت کے نیچے پڑے سوتے پایا۔ وہ اُس کے پاس گیا اور اسکو جگا کر اُس سے راستہ پوچھا وہ شخص ایسا کاہل الوجود اور بے پرواہ تھا کہ اس نے منہ تک بھی نہ کھولا مگر انگڑائی لیکر اپنا دہنا پاؤں لمبا کردیا اور دست راست کی طرف راستہ اسکو بتلا دیا۔ پطرس رسول اس بات کو سمجھ گیا۔ خداوند مسیح اور اُس کے شاگرد اُس کے اشارہ پر چل پڑے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پطرس نے ایک جوان لڑکی کو راہ کے کنارے گھاس کھودتے پایا اس نے اُس لڑکی کو بلایا۔ وہ فوراً اپنا کام چھوڑ کر اُس کے

پاس آگئی۔ پطرس نے اُس سے جب راستہ دریافت کیا تو اس لڑکی نے نہ صرف خوشی کے ساتھ اسکو راستہ بتا ہی دیا بلکہ خاص دور تک وہ ان کے ساتھ گئی تا ایسا نہو کہ وہ پھر راستہ بھول جاویں۔ بعدازان اس لڑکی نے اُن سے اجازت لی اور اپنے کام پر پھر جا لگی۔ پطرس رسول اس لڑکی کی اس مستعدی سے نہایت ہی خوش ہوا۔ اس نے خداوند سے عرض کی کہ اُسکی اِس خدمت کے صلے میں اُسکو عمدہ انعام دیجئے اور انعام یہہ ہو کہ وہ کسی اچھے آدمی سے بیاہی جاوے۔ خداوند نے اِس بات کو تسلیم کرلیا اور کہا کہ وہی کاہل الوجود شخص اس لڑکی کا خاوند ہوگا۔ اِس بات پر پطرس نہایت ہی ناراض ہوگیا اور اُسپر بڑبڑانے لگا۔ مگر خداوند نے بڑی حلیمی سے اُسکو جواب دیا۔ اے پطرس تو خدا کی راہوں کی دانائی کو نہیں سمجھتا۔ یہہ ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں۔ کیونکہ محنت کش بیوی سست خاوند کو بالکل خراب ہو جانے سے بچائیگی اور سست آدمی اس محنت کش عورت کو اُس کے کام میں مشغول رکھیگا۔ اور اُسکو صبر اور دینداری سکھلاد یگا۔ اِس طرح دونوں کی امداد برابر ہوتی رہیگی ؛

نیویارک میں اب یہہ دستور روز بروز بڑھتا جاتا ہے کہ شادی کے موقع پر دلہن کے ساتھ چند خوبصورت اور خوش لباس عورتیں ہر وقت رہتی ہیں۔ لیکن یہہ اپنی خوشی سے شریک نہیں ہوتیں بلکہ ان کو اس شرکت کے معاوضے میں کچھ تحفے اور نقدی بھی دی جاتی ہے۔ حال ہی میں وہاں ایک شادی ہوئی تو اس میں چند سولہ عورتیں جلوس کی رونق بڑھانے کے لئے کرایہ پر بلائی گئیں۔ دلہن کے باپ نے نہایت عمدہ پوشاک کے علاوہ ہر ایک کو چھپتر چھپتر روپے بھی دیئے اور بعض عورتیں اس کام کے لئے تین تین سو روپیہ بھی لیتی ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اکثر عورتیں اِس طرح بہت مالدار ہوگئی ہیں ؛ (تہذیب النسوان)

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

تذکرۃ الحکماء یونان

آیونی اطالیانی مدرسہ۔ ایمپیڈوکلس

ایمپیڈوکلس

ایمپیڈوکلس شہر اگریگنٹم واقعہ سسلی کا باشندہ اور قبل ازمسیح ۴۵۰ میں موجود تھا۔ ۴۹۵ قبل ازمسیح میں پیدا ہوا اور ۴۳۵ قبل ازمسیح میں فوت ہوگیا۔ وزلرا، صفحہ ۱۸۷ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کوہ اِتنا کے کسی منہ میں گرکر مرگیا۔ کہتے ہیں کہ وہ دیدہ دانستہ اِس آتش فشان کے منہ میں جاگرا تھا اس لئے کہ اپنے الہٰی دعوے کو الوپ ہوکر ثابت کردے کیونکہ اس کا خیال تھا کہ روح انسان (لہٰذا میری روح بھی) الہٰی اور غیر فانی ہے۔ اپلوڈورس کہتا ہے کہ وہ ایکسو نو ۱۰۹ برس تک زندہ رہا ؛

بعض کہتے ہیں کہ وہ فیثاغوری تھا اس لئے کہ بعض تعلیمات میں ایمپیڈوکلس اور فیثاغورث کے درمیان بہت مشابہت پائی جاتی ہے مگر اُس کے قیاسات کے اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایلیاٹی مدارس سے علاقہ رکھتا تھا۔ اِسکی شاگردی کی بابت بہت ہی مختلف رائیں ہیں۔ الکیدمیس کہتا ہے کہ زینو اور ایمپیڈوکلس دونوں پرمینائیڈس کے شاگرد تھے۔ اور کہ بعدازاں وہ انکساغورث اور فیثاغورث کا شاگرد بنگیا تھا ؛

ارسطالیس کہتا ہے کہ ایمپیڈوکلس ہی نے سب سے پہلے علم فصاحت ایجاد کیا۔ اور اپنے علم النظم میں کہتا ہے کہ اُس میں ہومر کی سی دانائی موجود تھی اور زبان کی بڑی بھاری خداداد لیاقت رکھتا تھا اور استعارات اور نظم میں صنایع بدایع کا عالم تھا۔ اور سیٹائرس کا بیان ہے کہ وہ طبیب اور بڑا بھاری فصیح بھی تھا۔ سیٹائرس ہی کا بیان ہے کہ وہ جادوگر بھی تھا۔ طیماپوس کہتا ہے کہ وہ کئی ایک وجہوں سے حضر سمجھا جاتا تھا۔ ایک دفعہ جب موسمی ہوائیں بڑی زور سے چل رہی تھیں ایسا کہ فصل کے خراب ہو جانے کا اندیشہ تھا تو اُس نے حکم دیا کہ کئی ایک گدھوں کی کھالیں اُتار کر اور اُن کھالوں سے کئی ایک کیزدان بناکر پہاڑیوں اور بلند مقامات میں رکھیں جائیں تاکہ ان کے ذریعہ ہوا پکڑ لیجاوے۔ پس جب ہوا تھم گئی تو اُس کا نام ہوا کا تھامدینے والا ہوگیا (ڈایوگینیس ۱۶۱ و ۲۶۲ صفحہ) اور کہتے ہیں کہ اُس نے ایک مردہ عورت کو تیس دن تک اپنے پاس رکھ چھوڑا اور پھر بھی وہ لاش نسٹری اور اِس وجہ سے اُس نے اپنے آپ کو طبیب قرار دیا۔ جب اپنے شہر اگریگنٹم کے لوگوں کو عیش وعشرت میں مستغرق دیکھا تو کہا "اگریگنٹم کے لوگ اپنے آپکو عیش وعشرت پر ایسا کلیتہً نثار کرتے ہیں گویا کہ وہ کل مرجائینگے مگر وہ اپنے گھروں کو ایسا سنوارتے ہیں کہ گویا ہمیشہ زندہ رہینگے"۔ ارسطالیس کہتا ہے کہ وہ بڑا فیاض آدمی تھا اور زنتھیوس کے قول کے موافق جب سلطنت اُسکی نذر کی گئی تو اُس نے اُس کے لینے سے انکار کیا اور سادہ زندگی بسر کرنے کو وہ ترجیح دیتا تھا اور اسی لئے وہ ہردلعزیز ہوگیا تھا۔ ہیراکلائیڈس کا بیان ہے کہ اُس نے ایک مردہ عورت کو زندہ کرکے اُس کے گھر بھیجدیا اور اسموقع پر اُس نے ایک بڑی ضیافت کی۔ جب لوگ کھا پی چکے تو بعض تو کھیت میں نزدیک کے درختوں کے نیچے جا سوئے اور بعض جہاں کہیں اُن کے سینگ سمائے مگر ایمپیڈوکلس اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ جب دن چڑھا اور لوگ جاگ اُٹھے تو صرف وہی نہ ملا۔ جب اُس کی تلاش ہوئی اور نوکروں کی تحقیقات کیگئی اور جب انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے تو اُنہیں سے ایک نے کہا کہ میں نے آدھی رات کو ایک آواز سنی جو ایمپیڈوکلس کو بلاتی تھی اور کہ جب میں خود اُٹھا تو سوا ایک بڑے نور کے جو آسمان سے چمک رہا تھا اور کچھ نہ دیکھا جب سب لوگ اس طرح سے حیران اور ششدر تھے تو توپسنیاس نیچے اُترا اور کئی آدمیوں کو اُسکی تلاش میں روانہ کیا مگر بعدہٗ اُسکو حکم ہوا کہ اِس معاملہ سے دست بردار ہو کیونکہ جو کچھ وقوع میں آیا ہے باعث شکر گذاری کا ہے۔ اور چاہئے

کہ وہ ایمپیڈوکلس کے لئے قربانی کریں جیسے کہ اس شخص کے لئے کرتے ہیں جو خدا (یا دیوتا) بن گیا ہے۔ ہرمپس کہتا ہے کہ اس نے ایک مریضہ بنام پنتھیا کو جسے حکیموں نے لاعلاج کر کے چھوڑ دیا تھا صحت دیدی اور اس کی یاد میں ایک قربانی کی (ڈایوگینیس ۶۵ ء ۲) اور جب باشندگان سیلنس پر ایک وبا آئی اس سبب سے کہ قریب کے ایک دریا سے ہوا اٹھ رہی تھی اور لوگ مر رہے تھے اور عورتوں کے مرے ہوئے بچے پیدا ہوتے تھے تو اس نے اپنے ہی خرچ سے دو نہریں کاٹ کر اس دریا میں ڈالدیں۔ اس تجویز سے دریا کا پانی صاف ہوگیا اور وبا جاتی رہی۔ جب ایک دفعہ اہل سیلینس نے اس دریا کے کنارے ایک میلہ کیا اور ایمپیڈوکلس بھی ان کے درمیان آیا تو سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکی تعظیم کی اور اس کے سامنے اس سے دعائیں مانگیں جیسے کہ خدا سے مانگتے ہیں۔ اس نے ان کے اس خیال کو مستحکم کرنے کے لئے آگ میں جست لگائی۔ مگر طمایوس ان تمام قصہ کہانیوں کو غیر معتبر سمجھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ پلوپانیسس میں گیا اور پھر کبھی واپس نہ آیا لہذا اسکی طرف وفات نامعلوم ہے۔ (ایضاً)

وہ بڑا سادہ مزاج اور حلیم الطبع اور فیاض تھا۔ جب اس کے اہل شہر کی عورتیں بلا جہیز تھیں تو اس نے اپنی ہی جاگیر سے ان کے لئے جہیز مہیا کر دیا۔ اور اپنے ان عملوں پر تمکنت کر کے وہ ایک ارغوانی پوشاک پہنتا اور ہاتھوں میں سنہلی کڑے پہنتا تھا۔ وہ برنجی تلوے والی سلیپر جوتی پہنا کرتا تھا اور ڈیفیائی ہار اس کے گلے میں ہوتا تھا۔ اس کے بڑے لمبے لمبے بال تھے اور لڑکے اس کے پیچھے لگے رہتے تھے اور ہمیشہ سنجیدہ چہرہ رکھتا تھا اور ایسے طرز پر پھرا کرتا تھا کہ وہ تمام اہل شہر کو جو اس کو ملا کرتے اور اس کی طرز کیطرف تعجب کی نظر سے دیکھا کرتے تھے وہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا بادشاہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایسا واقع ہوا کہ وہ گاڑی پر سوار ہو کر میسینے کو چلا جا رہا تھا کہ گاڑی الٹ گئی اور اس کی ران ٹوٹ گئی جس سے کہ وہ بیمار پڑ گیا ستتر برس کی عمر میں فوت ہوگیا۔ مذکورۂ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی وفات کا طریقہ اور تاریخ اور مقام نامعلوم اور قصہ کہانیوں سے کیسا ڈھنپا ہوا ہے۔ ارسطاطالیس کہتا ہے کہ وہ ساٹھ برس کی عمر کا ہو کے مرا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایکسو نو برس کی عمر کا ہو کے فوت ہوگیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شہرت کے سبب سے اس کا پاؤں پھسلگیا اور وہ سمندر میں ڈوب کے مرگیا۔ اس کے نام کی دو کتابیں موسوم بہ طبیعیات ([illegible] موسیقا) اور غزلیات طہارت ([illegible] کاتھرموئے)

باقی آیندہ

دلچسپ معلومات

موسم گرما میں سفید رنگ کے کپڑے ٹھنڈے رہتے ہیں اور ان سے زیادہ آرام ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ سفید چیزیں سورج کی شعاعیں اپنا اثر بہت کم کرتی ہیں۔ برخلاف اس کے رنگین کپڑے سورج کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اس کا تجربہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ دو تھرمامیٹر کہ ایک پر سفید اور دوسرے پر سیاہ کپڑا لپیٹ کر دھوپ میں رکھ دیئے جائیں تھوڑی دیر بعد دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ سیاہ کپڑے والے تھرمامیٹر کا پارہ سفید سے زیادہ چڑھا ہوا ہوگا۔ (تہذیب النسوان)

شاہ ایران کو اپنے ہاتھ سے جرابیں بننے کا بہت شوق ہے اور وہ اپنے دوستوں کو جرابیں بطور تحفہ دیا کرتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک جوڑی جرابیں پرنس آف ویلز کو بھی دی تھیں جو خاص ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھیں۔ (ایضاً)

پردے کی رسم۔ افریقہ کی ایک وحشی قوم میں یہہ عجیب و غریب رسم ہے کہ داماد اپنی ساس سے سخت پردہ کرتا ہے۔ وہ کسی حالت میں بھی اپنی ساس کے سامنے آنا گوارا نہیں کرتا ہے۔ حتیٰ کہ جب ساس کے گھر کی طرف سے اس کا گذر ہوتا ہے تو وہ اپنے چہرے کے آگے ڈھال وغیرہ سے آڑ کر لیتا ہے تاکہ ساس کی نظر اس پر نہ پڑ سکے۔ (ایضاً)

ہالینڈ کے بعض حصوں میں یہہ دستور ہے کہ جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دروازے پر ایک ریشمی نلکے دانی یعنی سوئیوں کے رکھنے کی چھوٹی تھیلی لگا دی جاتی ہے۔ جس سے دیکھنے والوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس جگہ زچہ خانہ ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی شناخت بھی نلکے دانی کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ لڑکا ہونے کی صورت میں نلکے دانی کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور لڑکی ہونے کی حالت میں سفید۔ (ایضاً)

پیرس میں کرایہ کے مکانوں پر سفید اور زرد رنگ کے تختے لگا دیئے جاتے ہیں۔ سفید رنگ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مکان فرش و فروش وغیرہ وغیرہ سامان سے آراستہ ہے۔ زرد تختے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف مکان کرایہ پر مل سکتا ہے۔ سامان وغیرہ کچھ نہیں اس سے یہہ فائدہ ہے کہ مسافروں کو دریافت کرنے کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔ (ایضاً)

طاعون کا علاج۔ ڈاکٹر گرفتھ ایک حکیم ہیں جنہوں نے اس مرض کو بہت کچھ مطالعہ کیا۔ انہوں نے ولایت میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں اپنی رائے ظاہر کی۔ کہ طاعون کے مرض کا جرم مٹی میں پرورش پاتا ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں فرش خام اور دیوار مکانات کچی ہیں۔ کوئی امید نہیں کہ یہاں سے یہہ ملعون بیماری دور ہو جائے۔ اپنے تجربے اور مشاہدے سے انہوں نے ثابت کرنا چاہا کہ جس شہر میں مکانات پختہ اینٹ اور پتھر کے تھے۔ وہاں اس کا نمود بہت نہیں ہوا۔ اگرچہ باقی ڈاکٹر اس نتیجہ سے کلی اتفاق نہیں کرتے۔ مگر سب کی رائے ہے کہ جس شہر میں طاعون پھیل جائے۔ وہاں فوراً گھروں کے فرش کو پکا کر دینا چاہئے۔ ایک تو جرم نہیں بڑھتے۔ اور دوسرے چوہے پیدا نہیں ہوتے اگر دیوار اور فرش پختہ ہوں۔ (رود آبہ)

تربوز میں دودھ — یورپ کے مقام مارسیلز میں ایک کسان تربوز کی کاشتکاری کرتا ہے۔ یہہ اپنے تربوزوں کو پانی سے سینچنے کی بجائے دودھ سے سینچتا ہے کسان کہتا ہے۔ کہ تربوز کی جسامت دودھ سے سینچنے سے دوچند ہوجاتی ہے۔ جب مارسیلز میں نمائش ہوتی ہے تب تربوزوں میں سب سے زیادہ انعام یہی پاتا ہے۔ ہندوستان کے کسانوں کو سطور الصدر ترکیب آزما کر دیکھنا چاہئے۔ کہ کیا واقعی مارسیلز کسان کا خیال درست ہے؟ مگر یہاں آزمائے کون۔ بعض غریب کسانوں کو دودھ کی صورت دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتی ہے۔ اور جنکو دیکھنا نصیب ہوتی ہے۔ وہ محنت کیوں برداشت کرنے لگے؟ (وو۔آ)

پا برہنہ چلنا مفید ہے — ہندوستان میں پہلے زمانہ کے لوگ پا برہنہ چلنا مفید سمجھتے تھے۔ لیکن نئی روشنی کے پودہ نے اِس کو حیوانیت میں شمار کیا ہے حال میں ایک جرمن ڈاکٹر صاحب نے ہندوستان کے پرانے خیالات کے آدمیوں کی تائید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پا برہنہ چلنے سے اِنسان بے شمار عوارض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ انسان بوٹ ڈاٹنے کو نہیں بنایا گیا تھا۔ بلکہ پا پیادہ چلنے کو۔ جوتہ پہننے سے پیروں میں ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ صاحب بہادر عورتوں کو بھی بوٹ پہننے سے منع کرتے ہیں؟ (وو۔آ)

پروفیسر اوموری کانگڑے میں — علم بھونچال کے مشہور جاپانی عالم پروفیسر ایف اوموری۔ ڈی۔ ایس۔ سی کانگڑہ میں پہنچ چکے ہیں۔ اور بھونچال زدہ مقاموں کا ملاحظہ کررہے ہیں۔ انہوں نے اس بھونچال کی وجہ ہمالیہ پربت کی دہاروں کی خاص بناوٹ اور زمین کے اوپر کی سطح پر بوجھ کے بڑھ جانے سے اس میں حرکت کا پیدا ہونا بتایا ہے۔ اور ظاہر کیا ہے۔ کہ کم سے کم دو سو سال تک اِن مقاموں میں آیندہ ایسا بھونچال آنے کی پھر امید نہیں ہے اس وقت جو چھوٹے چھوٹے بھونچال آرہے ہیں اِن کا آنا زمین کے مختلف حصوں کے ٹھیک ٹھیک طور پر جم جانے کے لئے مفید ظاہر کیا ہو اور آیندہ مکانات کے بنانے کے لئے انہوں نے بہت سی مفید ہدایتیں دی ہیں۔ آپ نے ایک نہایت دلچسپ انگریزی مضمون شائع کیا ہے جو آپ نے ٹوکیو میں اپنی آبزرویٹری میں ۴ اپریل کے بھونچال کی حرکات کو معلوم کرکے ۱۵ اپریل کو لکھا تھا۔ اِس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہاں پر قریباً نو گھنٹے پہلے معلوم ہوچکا تھا۔ کہ کہیں بھونچال آنا شروع ہوا ہے۔ اور پھر جوں جوں اس بھونچال کی شدت بڑھتی گئی۔ توں توں ان حرکات کو معلوم کرنے والا آلہ اس شدت کو ظاہر کرتا گیا چنانچہ اس آلہ اور اُس کی حرکات کے نقشے بھی اس مضمون کے ساتھ چھپے ہوئے ہیں۔ جو نہایت ہی دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ پروفیسر صاحب نے وہیں پر اُس وقت یہہ بھی معلوم کرلیا۔ کہ یہہ بھونچال ٹوکیو سے ۰۰۰۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے کاش کہ ایسے آلے ہمارے ملک میں اور خاصکر دھرم سالہ جیسے پہاڑی علاقوں میں اب بھی موجود ہوتے۔ تو نو گھنٹہ تو ایک طرف آدھ گھنٹہ پہلے بھی پتہ لگ جانے پر کم سے کم جانوں کا اس قدر نقصان ہرگز نہ ہوتا۔ کہ جو ہوا۔ کیا یہہ بات ظاہر نہیں کرتی۔ کہ سائنس کے سچے علم اور نیچر کے رازداں بننے کی کس قدر ضرورت ہے؟ (وو۔آ)

صوبہ متحدہ میں تعلیم کی کمی۔

پایونیر لکھتا ہے۔ کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے بافسوس اطلاع دی ہے۔ کہ ممالک یورپ میں جاکر صنعت و حرفت کے امیدواروں کو جو وظائف سپریم گورنمنٹ نے دینا منظور کئے ہیں۔ اِس صوبہ میں کوئی امیدوار انکا مستحق دستیاب نہیں ہوتا ہے۔ فی الواقعہ ممالک متحدہ کے باشندوں کے لئے یہہ امر نہایت ہی افسوس ناک ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ صوبجات مذکور میں اعلیٰ تعلیم کی حالت کیسی خراب ہے۔ جہاں ایک طالب علم بھی اِس درجہ کا پایا نہیں جاتا۔ جو گورنمنٹ کی اِس عنایت کا مستحق ہو لیکن ہمارے خیال میں اگر مطلوبہ طالب علم اس صوبہ میں نہیں ملتا۔ تو اس وظیفہ کو ایک مشروط و محدود عرصہ کے لئے اور صوبوں تک وسعت دینا مناسب ہوگا۔ (ایضاً)

جاپان کے احسان

ماخوذ از آمرت نیوز

لندن کے ایک میگزین میں کسی انگریز نے اس عنوان سے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں کہ مشرق کے برطانیہ یعنے جاپان کے ہم پر بہت سے احسانات ہیں:

اوّل تو یہہ کہ جاپان نے روس کی طاقت کو کچل کر کم سے کم ایک دو نسلوں کے لئے شمال مغربی سرحد ہند سے روسی پیشقدمی کے کھٹکے کو دور کردیا ہے۔ علاوہ ازیں چین کے ساتھ ہماری روز افزوں تجارت جاپان کی عقلمندی کی بدولت زوال سے محفوظ ہوگئی؛

لیکن اس کے علاوہ تمام سائنٹیفک دنیا ایک سے زیادہ معاملوں میں زیر بار منت جاپان ہے۔ تحقیقات امراض کے متعلق حیوانات مقروبی کی چھان بین کے علم کو جو زمانہ حال میں بے حد ترقی ہوئی ہے وہ سب جاپان کی بدولت ہے کیونکہ یہہ کیڑے جلاٹن میں پرورش کئے جاتے ہیں اور جاپان سے بہتر اصلی اور عمدہ جلاٹن کہیں تیار نہیں ہوتا اور وہ طریقہ بجز جاپانیوں کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ڈاکٹر ہیفکن نے جو حال میں بالائی کرہ ہوا کے حیوانات مقروبی پر تجربے کئے وہ سب آٹھ قسم کی جاپانی جلاٹن میں مختلف بلندیوں پر کئے تھے؛

علاوہ ازیں بعض قسم کی بہک سے اڑنے والی بغیر دھوئیں کی باروت میں کافور کے بغیر تیار نہیں ہوسکتی ہیں۔ اور معدہ اور پھیپھڑے کے نہایت شدید امراض میں مرکبات کافور جیسا حیرت انگیز اثر دکھاتے ہیں وہ ڈاکٹروں پر مخفی نہیں۔ سابق میں کافور جزائر بورنیو۔ سماٹرا۔ اور دیگر جزائر بحر الکاہل سے آتا تھا۔ مگر جاپانی

سب سے بہتر ہے۔ اب جس قدر کافور انگلستان میں آتا ہے وہ جاپان سے آتا ہے یا جاپانی جزیرہ فورموزا سے جاپانی کافور کے درختوں کی باقاعدہ کاشت کرتے ہیں اور زمانہ آئندہ میں وہ کافور کی تجارت کے تنہا مالک رہینگے ؛

بارود کا ذکر کرنے سے وہ بے دھوئیں کی بارود یاد آجاتی ہے۔ جو ایک جاپانی نے ایجاد کی ہے اور جو ہر قسم کی بارود پر فوق رکھتی ہے اور حال کی نمایاں فتوحات میں فخر کا بڑا حصہ اسی بارود کو حاصل ہے۔ اور کوشش ہو رہی ہے کہ اس کے بنانے کا راز جاپانیوں سے معلوم کر کے انگلستان میں اس کو رواج دیں۔

اس بارود کا نام اس کے موجد کے نام پر شموس ہے پروفیسر شموس نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ وہ دنیا میں ہر ایک بھک سے اڑنے والی شے سے ہر ایک اعتبار سے افضل ترین ہے۔ اور جسقدر کارآمد ہے اتنی ہی بے خطر شے ہے۔ اگر بھاری ہتھوڑہ زور سے اس پر مارا جائے تو وہ بھڑک نہیں اٹھتی یا بندوق کی گولی اگر اس بارود کے ڈھیر میں چھوڑی جائے تو بھی اس میں شعلہ نہیں بھڑکتا۔ اگر اس میں آگ لگ جائے تو تارپین کے تیل کی طرح جلنے لگتی ہے اور فوراً پانی چھڑکنے سے بجھ سکتی ہے۔ لیکن اگر بندوق میں رکھ کر چھوڑی جائے تو اس کی خفیف سی مقدار بھی دو انچ موٹی لوہے کی پلیٹ کو چھلنی بنا دیتی ہے۔ اور اگر ۱۲ انچ قطر کا گولا اس بارود سے بھر کر چھوڑا جائے تو اس کے تین چار ہزار ٹکڑے ہو جاتے ہیں ؛

ایک اور ہولناک جنگی ایجاد جو سراسر جاپانی مخترع ہے وہ آبدوز سرنگ ہے جس کو واڈا کہتے ہیں۔ جو خود بخود پانی کی گہرائی میں جہاں چاہیں قائم ہو جاتی ہے کسی بدقسمت جہاز کے ذرا اس سے چھو جانے کی دیر ہے اس میں سے ایسا زبردست بھک سے اڑنے والا مادہ خارج ہو کر مضبوط سے مضبوط آہنی جہاز کو شرطیہ غرق کر دیتا ہے۔ وہ اسی قسم کی سرنگ تھی جس نے روس کے نامی جنگی جہاز پیٹرو پولوسک کو غارت کیا تھا ؛

جاپانیوں کی ایجاد کا ایک اور نادر آلہ حرب ایک قسم کا فتیلہ ہے جس سے سرنگیں اڑائی جاتی ہیں اور تارپیڈو کے چلانے میں کام دیتا ہے یہ امیر البحر اگوین کی ایجاد ہے اور اسی کے نام سے موسوم ہے سادگی اور عمل کی پختگی میں یہ فتیلا اپنا آپ ہی نظیر ہے ؛

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انگلستان کو اگر کبھی دو یورپین طاقتوں سے جنگ پیش آ جائے تو بموجب عہد نامہ کے جاپان کو ہماری امداد کرنی فرض ہو گی اور پھر ان تینوں جنگی سامانوں سے ہم فائدہ اٹھائینگے ؛

یہ فرض کر لینا چاہئے کہ جاپانی صرف جنگی ایجادوں میں ہی ممتاز ہیں بلکہ حفظان صحت اور علم طب میں بھی انہوں نے کچھ کم ترقی نہیں کی ہے اور انکی دریافتوں سے دنیا کو کچھ کم فیض نہیں پہنچیگا۔

جاپانیوں کے علم حفظان صحت کی خوبی صاف عیاں ہے کہ برٹش فیلڈ فورس میں بیماروں کی اوسط کم سے کم دس فیصدی ہوتی ہے لیکن جاپانی فیلڈ آرمی میں ایک فیصدی سے زیادہ بیمار نہیں ہوتے ؛

جاپان سے ہی ہم نے کئی قسم کے باریک اور سخت کاغذ بنانے سیکھے ہیں علم حیوانات میں بھی جاپانیوں نے بہت آگے قدم بڑھایا ہے پرندوں کے جوڑے ملا کر وہ حسب دلخواہ رنگ کے پرند بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح پیوند لگا لگا کر مختلف قسم کے نادر نباتات ظہور میں لائے ہیں۔ برش کی سی دُم والی سنہری مچھلی جس کے تین دمیں ہوتی ہیں اور جو نہایت دلفریب رنگ اور وضع کی مچھلی ہے خاص جاپانی عالمان حیوانات کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ وہ بھورے رنگ کی چڑیا کے جوڑے کو سفید پنجرے۔ سفید مکان میں رکھتے ہیں اور چند نسلوں کے بعد رنگت کا اثر ان پر ایسا پڑتا ہے کہ بالکل سفید رنگ کے بچے پیدا ہونے لگتے ہیں ؛

ظروف چینی بھی جو نہایت خوبصورت اور ارزاں ہیں وہ سب جاپان سے ہی آتے ہیں خصوصاً وہ چینی کے برتن انڈے کے چھلکے کے مرکب سے بنائے جاتے ہیں اور لکڑی کی چیزوں پر لاکھ کا رنگ اور نقش و نگار جیسا خوبصورت جاپان میں ہوتا ہے شاید دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہوتا ؛

حالت متاہلی اور صحت پر اس کا اثر

اکثر دیکھا گیا ہے کہ مجرد آدمیوں کی نسبت وہ لوگ زیادہ عمر پاتے ہیں جنکی شادی ہو چکی ہو۔ انگلستان میں مجرد اور شادی شدہ آدمیوں کی مردم شماری کرنے سے معلوم ہوا کہ اگر شادی شدہ ۷۰ مرد ۴۸ برس کی عمر تک پہنچتے ہیں تو صرف ۴۱ مجرد مرد اس قدر عمر پاتے ہیں۔ زیادہ عمر رسیدہ ہو کر اور بھی زیادہ تعجب خیز فرق معلوم ہوتا ہے یعنی ۹۰ برس کی عمر تک شادی شدہ اور مجرد مردوں میں ۹۸ اور ۲۳ کی نسبت ہو جاتی ہے ؛

عورتوں کا بھی یہی حال ہے تخمینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مجرد عورتیں صرف تیس سال تک زندہ رہتی ہیں تو شادی شدہ عورتیں ان سے ۳۰ برس اور زیادہ زندگی کا لطف اٹھاتی ہیں اگر ۴۵ برس کی عمر تک ۷۲ شادی شدہ عورتیں زندہ رہتی ہیں تو ان کے مقابلہ میں صرف ۵۲ مجرد عورتیں اس عمر تک پہنچتی ہیں یعنی اپنی تعداد سے تقریباً ایک تہائی کم ہیں ؛

ڈاکٹر ہیڈن براؤن صاحب کا قول ہے کہ شادی نہ صرف تندرستی میں ترقی کرتی ہے بلکہ تندرستی شادی کرنے کو ترقی دیتی ہے اور اگر بفرض محال تمام موجودہ شادی شدہ آدمی تو مجرد ہوتے اور تمام مجرد آدمیوں نے شادی کی ہوئی ہوتی تو شادی کی زندگی ان حالتوں میں تلخ اور غیر صحت بخش معلوم ہوتی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ مجرد آدمیوں کی نسبت وہ لوگ اپنی تندرستی کا زیادہ خیال رکھتے ہیں جنکی شادی ہو چکی ہے۔ کیونکہ مجرد آدمیوں کی زندگی

ہیں نہ ان کا کوئی ہاتھ بٹانے والا ہے اور نہ ان کو ہی کسی کی پروا ہے۔ وہ اپنے رنج فکر میں کسی کو شریک نہیں کرتے اور اس سے اس کا تمام بوجھ وہ اپنے ہی سر پر اٹھاتے ہیں بعض اوقات ایسا ہی ہوتا ہے کہ مجرد ہونیکی حالت میں جب ان کا چال چلن خراب ہو جاتا ہے .... جس کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ان کی جسمانی اور دماغی حالت میں فتور پڑنے سے صحت میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ بیکن صاحب کا قول ہے "کہ شادی کرنے میں ہر طرح زیادہ ہی فائدہ ہے عالم جوانی میں زوجہ ہماری صحبت کے لئے ہو متوسط درجہ کی عمر میں ایک وفادار ساتھی اور بڑھاپے میں بجائے ایک خدمتگار کے ہو"

ہوفیلینڈ صاحب کہتے ہیں کہ اخلاق مکمل بنانے کے لئے حالت ازدواج کا ہونا لازمی ہے۔ یہہ عیاشی کی سد راہ اور غیر مناسب عادات کے روکنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے لطف زندگی کو باقاعدہ اور مناسب درجہ پر لانے۔ خانگی تعلقات اور سچی خوشی کو ترقی دینے جسمانی اور دماغی تندرستی کو قائم رکھنے کیلئے شادی کرنا ضروری ہے ؛ (آرمی نیوز)

بغیر صابن کے کپڑے دھونا

بیسویں صدی بجلی کی صدی کہلائیگی کیونکہ برقی طاقت کے استعمال کے نئے نئے طریقے معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ ہنگری میں کپڑا دھونے کی ایک مشین جاری کی گئی ہے جس میں کپڑے صابن یا کسی مسالے سے نہیں دھوئے جاتے ہیں بلکہ پانی کے حوض میں بجلی کی رو چھوڑ دیجاتی ہو۔ اس پانی میں یہہ خاصیت پیدا ہو جاتی ہے کہ کپڑوں کی میل کاٹتا ہو اور ان کو سفید براق کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ میں ۲۰۰ کپڑے صاف ہو سکتے ہیں اور اس عمل میں ۱۵ منٹ سے زیادہ عرصہ نہیں لگتا ؛

استاد۔ مصدر "محبت کرنا" کا مستقبل کیا ہو۔ شاگرد۔ نکاح

مراسلات

وصف ایشور آریہ

۲۔ سرب دیاپک۔ ہمارے آریہ صاحبان اس بات کو بخوبی طور سے مانتے اور جانتے ہیں کہ ایشور سرب دیاپی ہے اور کہ وہ ہر ایک چیز میں دیاپک ہو۔ اور ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں کہ وہ پایا نہ جائے۔ ہاں اس میں تو کچھ شک نہیں کہ خدا حاضر و ناظر اور محیط کل ہے لیکن افسوس کہ آریہ سماج اس امر کے ثبوت کی نسبت کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں رکھتا کہ جس سے وہ اپنے نیم کے مطابق اسی رب العالمین کو سرب دیاپی ثابت کر سکے۔ ہاں اگر بغور دیکھا جائے تو اس کی یہہ وجہ ہے۔ کہ اصل میں آپنے لفظ سرب دیاپک کے معنوں کے حقیقی مدعا کو گرا دیا ہے اور طرح طرح کی فضول اور لایعنی تفسیرات کر کے اسی پوتر ایشوری گن کو معدوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گویا کہ یہہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ایشور مطلق سرب دیاپی کی صفت سے متنفی ہے چنانچہ آیندہ خود ناظرین اس بات پر تامل کرینگے۔ اور جانینگے کہ واقعی یہہ امر قابل تسلیم ہو ؛

اب ہم کچھ دیر کے لئے اس صفت الہٰی کی نسبت غور و خوض میں پڑینگے۔ جاننا چاہئے کہ یہہ سنسکرت لفظ ہو اور ایسا مشکل ہے کہ اس کے اصلی اور حقیقی مقصد کو ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ اردو زبان میں مستعمل نہیں ہے۔ ہاں اکثر صاحبان اس کے بجائے حاضر و ناظر یا محیط کل کو استعمال میں لاتے ہیں۔ لیکن جہانتک میں سمجھتا ہوں تو وہ لفظ بھی اس کے اصلی منشا کو ظاہر و باہر نہیں کرتا۔ اس سبب سے اس لفظ کے مطلب کو وہی اشخاص کامل طور سے پہچان سکتے ہیں کہ جنکو علم سنسکرت میں کچھ دست رس و ملکہ ہے۔ لہٰذا اسوقت حتی الوسع اس امر کے کشف کرنے کی کوشش کی جاویگی اور امید ہے کہ ناظرین بخوبی طور سے اس کے مطلب سے آگاہ ہو جاوینگے۔ سرب دیاپک ایک ایسا لفظ ہے کہ جسمیں دوئیت بالکل باقی نہیں رہتی بلکہ ادوئیت کا ہونا ثابت ہے۔ لیکن اگر آریہ سماج اس کے حقیقی مطلب کو عمل میں لائے تو ان کے اصول قدامت ارواح و مادہ کی بیخ کنی ہوتی ہو اسلئے آنحضرات اس لفظ کے معنے سنبندھ کے بیان فرماتے ہیں لیکن تو بھی ایشور کا سرب دیاپی ہونا محال ہو۔ اور اگر سرب دیاپی ہو تو ادوئیت کا ہونا ممکن ہے۔ غرض کہ فی الحال اس امر کو بالائے طاق رکھکر ایک بزرگ آریہ پروہان صاحب کی تشریح دیاپکتا کیطرف راغب ہونگے چنانچہ بزرگ مذکور لفظ دیاپکتا کی تشریح یوں رقم فرماتے ہیں کہ دیاپکتا جسکو عربی میں سریان کہتے ہیں ایک سنبندھ یعنی تعلق ہو جو دو چیزوں کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ انمیں سے ہر ایک چیز کو جو دوسرے میں ساری ہوا کرتی ہے۔ بیاپک کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو جسمیں وہ ساری ہوا کرتی ہے۔ بیاپیہ بولتے ہیں مگر یہہ دونوں بیاپیہ اور دیاپک ایک چیز نہیں ہو سکتی ہیں۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ ہوا کرتی ہیں۔ انپر ایک جز کا لفظ ہرگز اطلاق نہیں پا سکتا۔ مگر باوجود جدا جدا ہونے کے ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ شامل رہا کرتی ہیں باہم جدا جدا بھی نہیں ہو سکتی مثال کے لئے فرض کرو ایک گھڑا دوسرا آکاش ہے آکاش گھڑے میں بیاپک ہے اور گھڑا آکاش میں دیاپیہ اور یہہ دونوں جدا جدا ہیں۔ اور ان دونوں کو کوئی بھی ایک نہیں کہہ سکتا ہی آکاش گھڑا نہیں ہے اور گھڑا آکاش نہیں ہے بلکہ اپنی اپنی حیثیت میں دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں آکاش اور چیز ہے اور گھڑا اور چیز ہے وباوجود جدا جدا ہونے کے بھی انکو کوئی الگ الگ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اگر کوئی کہے گھڑا ایسی جگہ رکھے جہاں آکاش نہ ہو تو یہہ بات غیر ممکن ہے۔ پس یہہ بیان مختصر دیاپیہ اور دیاپک کا ہے ؛ (منقول از مباحثہ دھرم کوٹ در بارہ انجیل سوال نمبر اول مکمل) ؛

آپ کی اسی طول طویل تشریح میں سے ہم صرف ایک یا

دو لفظ پر اپنے ناظرین کی توجہ کو لگانا چاہتے ہیں۔

اوّل۔ آنجناب فرماتے ہیں۔ کہ دیاپکتہ ایک سمبندھ یعنی تعلق ہے جو دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے۔ لیکن یہہ کہنا حضرت کا بالکل بے بنیاد اور لغو ہے کیونکہ دیاپکتہ اور تعلق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دیاپکتہ ایک ایسا لفظ ہے جو ادویت کو بالکل رد کر دیتا ہے۔ اور تعلق مخفی ادویتت کو ثابت کرتا ہے۔ اور کہ تعلق ہمیشہ دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ تسلیم کر چکے ہیں۔ پس جو نسبت درمیانی ہوتی ہے وہ نسبت اندرونی سے متعلق ہوتی ہے۔ کیونکہ نسبت درمیانی ہر دو اشیاء کے وجود بیرونی کے اتحاد پر منحصر ہے۔ اس لئے ہر دو اشیاء کی اصلیت سے خارج ہے۔ اور جب خارج ہے تو دیاپک ہرگز نہ ہوا۔ اور اس بات کے آپ قایل ہیں کہ یہہ چیزیں باہم اصلیت میں علیحدہ علیحدہ ہیں اور وجودی طور سے جیسا آپ فرماتے ہیں کہ ان کو کوئی دو نہیں کہہ سکتا آپس میں تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن دیاپک کا ہونا باطل ہے ؛

دوم آپکی مثال بہار سے اس امر کی شاہد ہے کہ اوستو کا رستو سے مشابہت کرنا غیر ممکن ہے کیونکہ آکاش اوستو ہے یعنی نرلیو ہے اور الشور سیولیو ہے اور جب یہہ ہوا تو اوستو سے وستو کی مثال دینا آریہ سماج کی فلاسفی کا نتیجہ ہے ؛

سوئم۔ یہہ ایک امر مسلمہ ہے کہ محدود چیز کے لئے محدود ہی چیز کارآمد ہوتی ہے نہ کہ محدود چیز کے لئے لامحدود کی ضرورت اسی طرح سے جب الشور لامحدود سرب دیاپک ہی تو چاہئے کہ اس کا سرب دیاپیہ بھی لامحدود ہو کیونکہ امتحان کا ہونا وجود کی جسامت پر منحصر ہے اور جب یہہ ہر دو محدود لامحدود ہیں تو یہہ آپس میں دیاپیہ اور دیاپک نہیں ہو سکتے ؛

اب چند قباحتیں درج کی جاتی ہیں جو اس تعلیم کے ماننے سے دل میں پیدا ہوتی ہیں ؛

اول۔ اگر الشور کو سرب دیاپی بموجب قول علماء ہنود کے مانا جائے تو ہر چیز کی اصلیت دور ہو جاتی ہے اور مخفی ویدانت ہی کا اصول رائج ہو جاتا ہے ؛

دوم اگر خدا کو اس طور سے سرب دیاپی مانا جائے جیسا کہ علماء ہنود کا گمان ہے۔ تو اس کو ناپاک اشیاء میں بھی ہونا پڑیگا جو کہ اس پاک خدا کے شایان نہیں ؛

سوم۔ اگر خدا روح ہے اور وہ بعین مذکورہ بالا قواعد کی رو سے دیاپک ہے جیسا کہ اہل ہنود کا شیوہ ہے تو اس کو جزو ستو میں دیاپک ہونے سے دکھ سکھ کا برداشت کرنیوالا ماننا پڑیگا کیونکہ یہہ امر مسلمہ ہے۔ کہ جب روح کا تعلق جسم سے ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں مادّے سے ہوتا ہے تو دکھ تکلیف پیدا ہوتا ہے اور اسمیں خدا کا محتاج ہونا اور اس کا دکھ سکھ کو برداشت کرنے والا ماننا پڑیگا جو ناممکن ہے ؛

ہمیں یہہ متذکرہ بالا قباحتیں جو کہ اس وقت ناظرین کے پیش نظر ہیں اسی مضمون میں سے اختصار کی گئی ہیں باقی آیندہ موقع پر درج کی جائینگی ؛ (باقی آیندہ)

الراقم

پی۔ این۔ از سی۔ بی۔ بی۔ ہائی سکول لودیانہ

فیروزپور میں ریوائیول

جناب اڈیٹر صاحب۔

آپکو معلوم ہووے کہ فیروزپور میں ۱۵ جون سے دیہاتی مسیحیوں کے لئے ایک سمر سکول جاری کیا گیا۔ شام کو ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک دعا و بندگی ہوا کرتی تھی۔ ان عبادتوں کے وسیلے خدا نے فیروزپور کی کلیسیا پر بڑی برکت نازل فرمائی ہے۔ پادری جے۔ این ہائیڈ اور پی۔ گے سرکار اور سویٹ صاحبان اور بھائی ہری سنگھ اس سکول کے معلم تھے۔ شام کی عبادت کا کوئی خاص میر مجلس نہیں ہوتا تھا۔ اس عبادت کو خدا کی روح کی ہدایت پر چھوڑ دیا جاتا تھا جیسا جس کے دل میں تحریک ہوتی تھی ویسا ہی کرتا تھا۔ جو دعا مانگنا چاہتا وہ دعا مانگتا تھا جو گیت گانا چاہتا وہ گیت گا سکتا تھا اور جو کچھ کہنا چاہتا وہ کہہ سکتا تھا۔ ان جلسوں میں بہتوں نے اپنی طرح طرح کے گناہوں کا اقرار کیا اور ان کے واسطے دعا مانگی گئی بڑی برکت اس فیروزپور میں برس رہی ہے۔ خدا کرے کہ تمام پنجاب اور ہندوستان پر ایسی ہی برکت نازل ہووے ؛

راقم

سیلف سپورٹ ایونجلیسٹ فیروزپور

خدیعتُ

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ برائے نوازش بندہ کی یہہ چند سطور اخبار گوہر بار نور افشان میں درج کریں اور خلق خدا کو دھوکے اور روباہ بازی کے اشتہارات سے بچائیں ؛

مجکو اس بات پر افسوس ہے کہ مسیحی پیپر کیوں ایسے بیہودہ اشتہار اپنے اخبار میں شایع کرتے اور اخبار کی صداقت کو زایل کر ڈالتے ہیں۔ کیا دنیاوی دولت کے لئے بیش قیمت چیز کو بے توقیری کی حالت میں لاکر خراب کرنا واجب ہے!

چنانچہ تھوڑی مدت کا عرصہ ہوا کہ میں نے ...... میں ایک ریلوے ریگولیٹر واچ کا اشتہار پڑھا۔ جسمیں یہہ لکھا ہوا تھا کہ یہہ گھڑی دیکھنے میں مبلغ عہ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ وقت ایسا صحیح کہ ایک ہزار کی گھڑی سے مقابلہ کر لیجئے بارعایت اور ارزان قیمت پر ملتی ہے یعنی ۲؎۔ وی۔ پی بذمہ خریدار میزان ۲؎۔ اس اشتہار کی ابھی تک .... میں اشاعت ہے الغرض میں نے یہہ اخباری اشتہار ایک دو شخصوں کو دکھایا۔ کہ اگر کوئی صاحب گھڑی منگوانے کا شایق ہو تو اس پتہ

پر خط وکتابت کرے۔ . . . . کیونکہ واچ غالباً عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ قس پر ایک دو آدمیوں نے اعتراض کیا کہ جناب آج کل بہت جھوٹے اشتہارات اخباروں میں اکثر اس قسم کے چھپتے رہتے ہیں جنہیں شمہ بھی سچائی نہیں ہوتی۔ فقط دام تزویر میں پھنسنا اور زر کا نقصان ہے بلکہ میرے چشم دید کئی ایک واقعات ایسے ہیں کہ جنہوں نے ایسے اشتہاروں کا دھوکھا کھایا ہے اور آخر کار کف افسوس کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ لگا اثنائے اعتراض و اصرار میں بندے نے اُن کو جواب دیا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں سو بجا ہے مگر یہہ مسیحی اخبار ہے اسمیں کبھی ایسے بیہودہ و لغو اشتہارات نہیں چھپ سکتے۔ کیونکہ مسیحی اخبارات ہمیشہ سچائی کو مد نظر رکھتے ہیں۔ دھوکا اور فریب ہندوؤں اور محمدیوں کے اخبارات میں ہوتا ہوگا؛ لیکن مسیحیوں کے اخباروں میں ایسی باتیں چھپنی ناممکن ہیں۔ اس گفتگو میں ایک دو شخصوں نے کہا کہ آپ مہربانی سے ہمکو یہہ گھڑی منگوا دیں ہمکو منظور ہے بشرطیکہ دھوکا نہ ہو میں نے اُن کی درخواست کے بموجب اس واچ کمپنی کو ایک کارڈ اُن شخصوں کے نام لکھدیا؛

انہوں نے کارڈ دیکھتے ہی دو عمدہ گھڑیاں وی۔ پی ارسال کر دیں؛

پھر میں نے اُن آدمیوں سے کہا کہ آپ کے نام پر علیحدہ علیحدہ وی۔ پی آگیا ہے۔ جاکر لیلو۔ انہوں نے دونوں گھڑیوں کے چھ بھر کر وی۔ پی وصول کر لئے۔ جس وقت گھڑیوں کا نیاز حاصل ہوا تو بہت خوبصورت اور صفائی میں اعلےٰ درجہ کی۔ مگر جب چابی دی تو تھوڑی دیر چل کر بند۔ پھر ہلایا تو چلنے لگ پڑیں چنانچہ تھوڑی دیر پھر چلکر بند ہوگئیں سہ بارہ بہت ہی ہلایا ڈلایا مگر انہوں نے بالکل سانس نہ لیا۔ گھڑی ساز کو دکھائیں تو اُس نے کہا کہ یہہ تو بالکل ٹین ہے تم نے کس چیز کے ۶ روپے بھرے ہیں یہہ تو دھوکے کی ٹٹی ہے؛

اسوقت تو مجھکو بہت شرمسار اُن شخصوں کے روبرو ہونا پڑا جن کے آگے میں نے یہہ دلیل پیش کی تھی کہ عیسائی اخبارات ہرگز ہرگز نہیں ایسے جھوٹے اشتہار شایع کر سکتے اس بات پر بہت کچھ استہزا وغیرہ بندہ کے ساتھ کیا؛

خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ مگر مجھ کو . . . . کی یہہ بات ناپسند ہے کہ وہ ٹکے کمانے کے واسطے ایسے ویسے اشتہارات چھاپ لیتا اور یوں مسیحی اخبارات پر دھبہ لگاتا ہے۔ چنانچہ پبلک تو سچائی و جھوٹ کو دیکھتی ہے میں نے تو مسیحی اخبارات کو جہاں تک ہو سکا سچائی کے پہلو میں پیش کیا لیکن بالآخر خود سخت ندامت اٹھائی؛

ایسے اشتہارات تو دنیا میں بہتیرے مارے پھرتے ہیں۔ مگر جب دنیا سے کام نہ نکلا تب وہ اور اور اسلوب و اطوار اختیار کرتے ہیں کہ جن سے انکی غرض بر آئے؛

بموجب قول پولوس رسول کہ شیطان اپنی صورت کو نورانی فرشتے میں تبدیل کر کے پبلک کو لوٹتا اور دھوکا دیتا ہے لہٰذا . . . . کے اڈیٹر صاحب سے عرض ہے کہ ایسی قیمت کا مطلق خیال نہ کریں کیونکہ اس طرح سے اخبار کی سچائی و راستی پر بٹا لگتا ہے بلکہ ایسی اشتہاری قیمت اُن ہی کی بربادی کا باعث ہوتی ہے تاکہ مسیحی زندگی کی۔ گذشتہ راصلواۃ آئندہ را احتیاط؛ خیر خواہ

جے۔ اے۔ خلیپ۔ سابق ہیڈ کیٹی کسٹ سکھر حال وارد شادیوال سلف سپورٹ پریچر؛

اخبار لینسٹ نے جہازی کمپنیوں کو یہہ رائے دی ہے کہ اگر وہ اُن جہازوں میں جن میں بجلی کا کارخانہ ہوتا ہے نیچے تانبہ کے دو پلیٹ لگادیں اور اُن پلیٹوں کو بجلی کے کارخانہ سے ملادیں تو جب جہاز حرکت کرے گا سمندر کے پانی میں کا سونا اُن پلیٹوں میں لگ جائے گا۔ چونکہ ایک مکعب میل پانی میں دو ٹن سونا ہوتا ہے اور کل سمندر میں ۳۰ کروڑ مکعب میل پانی ہے اس لئے اس میں سے ایک کھرب ٹن سونا حاصل ہو سکتا ہے۔

واقعات

مزدوروں کی کمی۔ کئی سال سے ہندوستان کے کارخانہ داروں کو قلت مزدوران کی شکایت ہے کہ اول تو کارخانوں کے لئے مزدور دستیاب ہی نہیں ہوتے۔ اور جو دستیاب ہوتے ہیں۔ وہ مزدوری زیادہ طلب کرتے ہیں۔ اب گورنمنٹ کی توجہ بھی اس طرف مبذول ہوئی ہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ نے اس کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر کی ہے۔ کہ وہ بنگال اور صوبجات متحدہ میں دورہ کر کے دریافت کرے کہ مزدوروں کی کمی کی کیا وجہ ہے۔ اور مزدور کس طرح میسر آسکتے ہیں؟ جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ اس کمی کی پہلی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اکثر کارخانے شہروں میں قائم ہیں اور وہیں اور قائم ہوتے جاتے ہیں جن کی زیادتی سے مزدوروں کی مانگ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے وہاں پر مزدوروں کی عدم دستیابی لازمی ہے۔

دوسرے ہندوستانی ابھی اس امر کے عادی نہیں ہوئے۔ کہ وہ مزدوری کی تلاش میں کہیں نکل کھڑے ہوں۔ اور نہ اُن کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ اُن کی ضرورت ہے۔ اور مزدوری عمدہ ملتی ہے اگر کارخانہ داروں کی جانب سے ایسی کوشش عمل میں آتی تو ہمارا خیال ہے۔ کہ اُن کو گورنمنٹ سے اس شکایت کے اظہار کا موقع نہ ملتا۔ تلاش کرنے اور کافی مزدوری دینے سے اب بھی مزدور ہر جگہ کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں؛

تیسرے طاعون نے افلاس زدہ آبادی کو جس کا بڑا حصہ مزدوری پر بسر اوقات کرتا ہے۔ بہت کچھ کم کر دیا ہے۔ صرف صوبہ پنجاب کی دو کروڑ آبادی میں سے دس لاکھ آدمی طاعون کی نذر ہو چکے ہیں۔ اس لئے مزدوروں کی عدم دستیابی کا جوابدہ زیادہ تر طاعون ہی ہے سکرٹری آف سٹیٹ ہند افلاس زدہ مخلوق کا تعلق طاعون سے

نہیں بتاتے۔ پھر معلوم نہیں اس کا جواب ہو۔ کہ پلٹنوں کے لئے رنگروٹ اور کارخانوں کے لئے مزدور کیوں میسر نہیں آتے؟

دیکھئے۔ کیٹی مزدوروں کی کمی کے کیا وجوہات بیان کرتی ہے؟　　(دوآبہ)

اشتہارات

نوٹس

غذائے روح مصنفہ منشی صفدر علی صاحب مرحوم جاول غزلوں گیتوں بھجنوں اور اشعار کا مجموعہ ہو جو ہندوستانی گرجوں اور کلیسیاؤں میں عبادت کے ساتھ گائے جاتے ہیں اب تیسری بار شایع ہونے والی ہے اس لئے مطلع کیا جاتا ہے کہ مسیحی سخنوروں اور شاعروں میں سے جو صاحب اپنا کلام (گیت۔ بھجن۔ غزل وغیرہ) اُس میں درج کرانا چاہیں وہ ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۵ء تک ذیل کے پتہ میں بھیجدیں ساتھ ہی چند سطریں اپنے حالات کی بھی مرحمت فرمائیں جن صاحب کا کلام معانی اور نقایص شاعری سے مبرا ہوگا شکر کے ساتھ درج کیا جائیگا۔

المشتہر

اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور۔

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لاہور

روشنہ اکبری کی آتشزدگی یعنی نیرو کے زمانے کا ایک تاریخی ناول ۶ر **سور چل کی نظم** اینیڈ کا قصہ جنگ ٹرائے اور اولیس کے سفر و مصائب کے حالات ۸ر سوانح عمری ہومر اور یونانیوں کا علم الاصنام تیت ۳ر۔ **تاریخ بائیبل** مصنفہ ڈاکٹر بلیکی صاحب اور جن قوموں کا اسمیں ذکر آیا ہے تاریخی حالات درج ہیں ۵۰ صفحہ ۸ر۔ **الہام بائیبل** مصنفہ ڈاکٹر شیرمن صاحب۔ اس میں بائبل کی ماہیت اور حیثیت پر مفصل بحث ہو ۱۲ر **یسوع مسیح کی گرفتاری** اور موت از ڈاکٹر سٹاکر صاحب اس میں علاوہ تاریخی حالات واخلاق شریعت کے ان ساتوں مقولوں پر بحث ہو جو خداوند مسیح کی زبان سے صلیب پر نکلے تھے قیمت ۱۲ر۔

الفریڈ اعظم کی سوانح عمری قیمت ۸ر۔

سکندر اعظم کی سوانح عمری قیمت ۸ر۔

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہی

کہ پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کیطرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہو کہ ساون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہے اور اسوقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہی کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہو اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہے۔ جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں۔

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر
نولکھا لاہور

اشتہار

ٹائپ نویسی۔ اختصار نویسی۔ بک کیپنگ۔ و طریقہ خط و کتابت وغیرہ کرسچن بوائز ہائی سکول لودیانہ کے متعلق ایک شاخ اور کھولی گئی ہے جس میں مندرجہ بالا مضامین بڑی عمدگی سے سکھلائے جاتے ہیں داخلے کے لئے انگریزی کی عمدہ لیاقت ضروری ہے مفصل حالات ذیل کے پتہ پر خط روانہ کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

پرنسپل سی۔ بی۔ ہائی سکول لودیانہ

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۲ر معہ ضمیمہ ۳ر
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک 〃 〃 〃
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۱۲	۱۸	عـ
چوتھائی کالم	۱۸	عـ	عہ
نصف کالم	عـ	عہ	مہ
پورا کالم	عہ	مہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ ڈیپاس پرچہ تصویر دار شہ سے سکول بلا محصول ۳ر
معہ محصول ۳ر
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق رشہ سے سکول عہ

اشتہار

ایک نوجوان مسیحی جسکی عمر ۲۲ سال کی ہو روزگار کی تلاش میں ہو لیاقت اردو فارسی اور انگریزی میں مڈل پاس کی رکھتا ہو کچھ ہندی اور گورمکھی زبان سے بھی واقف ہو اگر کسی صاحب کو ایسے شخص کی ضرورت ہو تو ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کرے

المشتہر

جارج ملٹن مشن کمپونڈ لودیانہ پنجاب

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ واٹکیلی کے اہتمام سے چھپا